نرم خوئی

مولانا عبدالمالک۔ مسلم سجاد

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جسے نرم خوئی سے حصہ دیا گیا' اسے دنیا اور آخرت کی بھلائیوں سے حصہ دے دیا گیا اور جسے نرم خوئی سے محروم کیا گیا' اسے دنیا اور آخرت کی بھلائیوں سے محروم کر دیا گیا۔ صلہ رحمی' حسن اخلاق' اچھا پڑوس ملکوں کو آباد کرتے ہیں اور عمروں میں اضافہ کرتے ہیں۔ (مسند احمد)

نرم خوئی میں پوری شخصیت کا اظہار ہے۔ گفتگو میں نرمی' الفاظ میں نرمی' لہجے میں نرمی' برتاؤ میں نرمی' لین دین میں نرمی' جس کا یہ طریقہ ہو' اسے دل کا اطمینان اور سکون میسر ہوتا ہے' زندگی چین سے بسر ہوتی ہے اور آخرت کے انعامات میں حصہ بھی یقینی ہو جاتا ہے۔ کرخت آواز میں بات کرنے والا' درشت لہجہ اختیار کرنے والا' بات بات پر آپے سے باہر ہونے والا' لین دین میں سختی کرنے والا' خود اپنی زندگی بھی تکلیف سے گزارتا ہے اور اپنے آس پاس ساتھ رہنے والوں کو بھی اذیت دیتا ہے۔ یقیناً دنیا کے ساتھ ساتھ آخرت کی بہت سی بھلائیوں سے بھی محروم رہ جاتا ہے۔

جو دعوت دین کا کام کرتے ہیں' انھیں شعوری طور پر نرم روی اختیار کرنا چاہیے اور اپنا جائزہ لیتے رہنا چاہیے۔ اگر رسول اللہؐ بھی دل کے سخت ہوتے تو لوگ ان کے گرد جمع نہ ہوتے۔

نرم خو افراد اچھے پڑوسی ہوتے ہیں' اخلاق کے اچھے ہوتے ہیں' دکھ درد میں شرکت کرنے والے ہوتے ہیں۔ لوگ ایسے ہوں تو معاشرتی زندگی میں سکون ہو گا' وقت اچھا گزرے گا۔

○

حضرت عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

پاکیزگی میں کیسے اعلیٰ مقام عطا کرے گا اللہ تعالیٰ اس قوم کو' جو اپنے معاشرے کے کمزور کو اپنے طاقت ور سے حق نہیں دلا سکتی۔ (طبرانی)

ایک ایسا نظام جہاں کوئی کسی کا حق نہ مارے' اسی صورت میں تشکیل پا سکتا ہے کہ طاقت ور کو معلوم ہو کہ وہ

اپنے اثر و رسوخ، دولت اور مقام کی وجہ سے کسی کمزور کا حق نہیں دبا سکتا۔ یہ بات محض وعظ و تلقین پر نہیں چھوڑی جا سکتی۔ طاقت ور جتھا بنا کر فریاد اور شنوائی کے راستے تک بند کر دیتے ہیں۔ بدقسمتی سے ہمارے معاشرے میں یہی صورت ہے۔ اس کے خلاف جدوجہد کی ضرورت ہے۔ تاآنکہ وہ وقت آئے کہ ریاست کا سربراہ کہے: تمھارے درمیان جو کمزور ہے وہ میرے نزدیک طاقت ور ہے یہاں تک کہ میں اس کا حق اسے دلواؤں، اگر خدا چاہے۔ اور تم میں سے جو طاقت ور ہے وہ میرے نزدیک کمزور ہے یہاں تک کہ میں اس سے حق وصول کروں اگر خدا چاہے" (حضرت ابوبکر صدیقؓ کا خلافت سنبھالنے پر خطبہ، کنز العمال)۔ اور اس کا یہ کہنا صرف کہنا نہ ہو، حقیقت حال ہو۔

○

حضرت اسودؓ بن یزید سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں تشریف لاتے تو کیا کرتے تھے؟ انھوں نے فرمایا: اپنے گھر والوں کی خدمت کرنے والوں میں شامل ہو جاتے تھے، جب نماز کا وقت آتا تھا تو کھڑے ہو کر نماز پڑھتے۔

حضور نبی کریمؐ سے محبت کرنے والوں، محبت کی خواہش رکھنے والوں اور محبت کا دعویٰ کرنے والوں، سب کو اس آئینے میں اپنی تصویر دیکھنی چاہیے۔ حقیقی محبت تو، آپؐ کے نمونے کے مطابق زندگی گزارنا ہے۔ ہم گھروں میں کس طرح رہتے ہیں؟ رسولؐ اللہ تو گھریلو کاموں میں گھر والوں کے ساتھ ہر طرح کا تعاون کرتے، رسمی نہیں حقیقی تعاون! اس پر عمل کر کے دیکھیے، گھر کس طرح جنت کا نمونہ بن جاتا ہے۔

جس طرح نماز پڑھنا دین ہے، یہ بھی دین کا حصہ ہے۔ (گھریلو کاموں میں اتنی مشغولیت بھی نہ ہو کہ نماز کی فکر نہ رہے!)

جو گھر کے کاموں میں ہاتھ لگانے کو توہین سمجھتے ہیں انھیں اپنے عشق رسولؐ اور دین و ایمان کے بارے میں سوچنا چاہیے۔

○

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تم معروف کا حکم کرو، منکر سے روکو ورنہ اللہ تم پر برے لوگوں کو حکمران بنا کر مسلط کر دے گا۔ پھر تمھارے اچھے لوگ دعائیں کریں گے تو ان کی دعائیں قبول نہ کی جائیں گی۔ (طبرانی)

اس وقت سے اللہ کی پناہ مانگنا چاہیے کہ انسان اتنا بے بس ہو جائے کہ، وہ خود کتنا ہی نیک کیوں نہ ہو، اس کی دعائیں نہ سنی جائیں۔

نیکی کا حکم کرنا اور برائی سے روکنا، مسلمانوں کا شعار ہے۔ اس سے ان کی زندگی ہے اور دنیا و آخرت میں عزت و منزلت ہے۔ یہ ترک ہو جائے تو برائی کو برائی نہ سمجھنے بلکہ اچھائی سمجھنے کا مرحلہ بھی آ جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ

اس کی سزا یہ دیتا ہے کہ برے لوگوں کو حکمران بنا کر مسلط کر دیتا ہے۔ افراد کی انفرادی نیکیاں معاشرے کا رخ نہیں موڑ سکتیں۔ اس کے لیے اجتماعی جدوجہد کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہی اللہ کے رسولؐ نے کی۔

○

حضرت علیؓ سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جسے اللہ نعمت عطا فرمائے' وہ اللہ کا شکر ادا کرے۔ جسے رزق کے ملنے میں تاخیر نظر آئے' وہ استغفار کرے۔ جسے اچانک کوئی مشکل پیش آئے وہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ پڑھے۔ (بیہقی فی شعب الایمان)

نعمتیں بے پایاں ہیں' بے حد و حساب ہیں' شکر کریں تو کر نہیں سکتے۔ لیکن شکر کا رویہ اختیار کرنے والے کتنے ہیں؟ زبان بھی شکر کے کلمات سے تر رہے اور عمل بھی اللہ کو خوش کرنے والے ہوں۔ شکر کرنے پر اس کا وعدہ ہے: **لا زیدنکم**

رزق کشادہ ہونے کی طلب فطری ہے۔ تاخیر محسوس ہو' تو اللہ سے شکایت کے بجائے اپنے اعمال پر نظر ڈال کر استغفار کرنا چاہیے۔ بحیثیت قوم پیش آنے والے مسائل' معاشی تنگی اور پریشانیوں کا حل بھی توبہ اور استغفار ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم سے یہی کہا تھا کہ اپنے رب سے استغفار کرو۔ وہ نعمتوں کی بارش کر دے گا۔ استغفار ہی اصل نسخہ ہے' انفرادی بھی' اجتماعی بھی' دل کی توجہ سے' گناہوں سے بچنے کے لیے سچے ارادے سے۔

اللہ تعالیٰ ہی حقیقی کارساز اور مشکلات کو دور کرنے والا ہے۔ اس کے علاوہ نہ کسی کے پاس قوت ہے اور نہ بزرگی۔ **لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔**

○

حضرت ابوہریرۃؓ سے روایت ہے' فرماتے ہیں:

جس نے لوگوں کا مال لیا اس حال میں کہ وہ اس کو واپس کرنے کا ارادہ رکھتا تھا تو اللہ تعالیٰ اسے ادا کرنے کی توفیق دے دے گا اور جو اس ارادے سے لیتا ہے کہ اسے تلف کر دے گا (واپس نہ کرے گا) تو اللہ اس کے مال تلف کر دے گا۔ (صحیح بخاری)

قرض کی واپس کرنے کی اتنی اہمیت ہے کہ اللہ کے رسولؐ نے مقروض کی نماز جنازہ اس وقت تک نہ پڑھائی جب تک کہ اس کا قرض ادا نہ کر دیا گیا۔ ضرورت کے وقت جو آپ کو قرض دیتا ہے اس کا یہ حق ہے کہ آپ کسی عذر یا بہانے سے ادائیگی میں تاخیر نہ کریں' اسے اولیت دیں۔ اس میں اللہ تعالیٰ آپ کی مدد کرتا ہے' اگر آپ کی نیت نیک ہو۔ بدنیتوں کو جو ادا کرنے کی یا وقت پر ادا کرنے کی نیت نہ رکھتے ہوں' اللہ تعالیٰ ان کے حال پر چھوڑ دیتا ہے۔ وہ قرض کا بوجھ لیے اللہ کے حضور پہنچ جاتے ہیں۔ جو جان بوجھ کر قرض ادا نہیں کرتے یقیناً وہ آخرت کو بھولے ہوئے ہیں اور اللہ کی پکڑ سے بے خوف ہیں۔

○

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے، فرماتے ہیں:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سابقہ دور کے ایک اسرائیلی مسلمان کا ذکر کیا جس نے ایک دوسرے اسرائیلی مسلمان سے ایک ہزار دینار ادھار مانگے تو اس نے کہا: ادھار دے دیتا ہوں لیکن گواہ لے آئیں۔ اس نے جواب میں کہا: اللہ کی گواہی کافی ہے۔ اس نے کہا: اچھا کوئی ضامن لے آؤ۔ اس نے کہا: اللہ کی ضمانت کافی ہے۔ اس نے کہا: آپ نے سچی بات کی ہے۔ چنانچہ ایک میعاد مقرر کر دی اور ایک ہزار دینار ادھار دیے۔ وہ کشتی میں سوار ہو کر سمندر پار چلا گیا۔ اس کام میں لگ گیا جس کے لیے سفر کیا تھا۔ کام ہو گیا تو واپسی کا ارادہ کیا تاکہ بروقت پہنچ کر ادھار لی ہوئی رقم واپس کر دے۔ ساحل پر آیا۔ کشتی کا انتظار کیا لیکن کشتی نہ آئی۔ قرض کی ادائیگی کا وقت پورا ہو گیا تھا لیکن ادائیگی کے لیے جانے کی کوئی صورت نہ بن پڑی بالآخر اس نے ایک لکڑی لے کر اسے اندر سے کھرچا اور اس میں ایک نالی بنائی۔ اس میں ایک ہزار دینار رکھے اور اس کے ساتھ قرض دینے والے کے نام ایک خط لکھ کر بند کر دیا اور اللہ تعالیٰ سے مناجات کرتے ہوئے کہا: "اے اللہ تو جانتا ہے کہ میں نے فلاں آدمی سے ایک ہزار دینار قرض مانگا تھا، اس نے مجھ سے ضامن مانگا تو میں نے کہا اللہ کا ضامن ہونا کافی ہے۔ وہ اس پر راضی ہو گیا، اس نے گواہ مانگا تو میں نے کہا اللہ کی گواہی کافی ہے تو وہ اس پر بھی راضی ہو گیا۔ میں نے واپس جانے کے لیے کشتی تلاش کی لیکن کامیاب نہ ہو سکا۔ اب میں یہ رقم تیرے سپرد کرتا ہوں کہ تو اسے پہنچا دے"۔ یہ کہہ کر اس نے لکڑی سے بنائی ہوئی "نالی" سمندر میں پھینک دی۔ دوسری طرف سے میعاد پوری ہونے پر قرض دینے والا سمندر کے ساحل پر آیا تاکہ کسی کشتی میں اس کا مال آئے تو وصول کر لے۔ کشتی تو کوئی نہ آئی لیکن اسے وہ لکڑی نظر آ گئی جس میں اس کا مال بند تھا، اس نے اسے یہ سمجھ کر پکڑ لیا کہ لکڑی ہے۔ جلانے کے کام آئے گی۔ (باقی لکڑیوں کے ساتھ اسے بھی رکھ لیا)۔

لکڑیاں چیریں تو اس کو بھی چیرا۔ دیکھا کہ اس میں تو اشرفیاں بند ہیں اور ایک خط بھی ہے۔ بعد میں مقروض کو کشتی مل گئی تو وہ خود بھی کشتی میں سوار ہو کر آ گیا اور مزید ایک ہزار رقم بھی لے آیا۔ ملاقات ہوئی تو ماجرا بیان کیا۔ کہا کہ میں کشتی کی تلاش میں رہا لیکن کشتی نہ ملی۔ یہ پہلی کشتی ہے جس میں، میں آیا ہوں اور اس کے بعد رقم پیش کی۔ قرض دینے والے نے کہا: آپ نے مجھے کوئی چیز بھیجی تھی؟ اس نے جواباً کہا: میں نے عرض کیا کہ جس کشتی میں سوار ہو کر میں آیا ہوں اس سے پہلے مجھے کوئی کشتی نہ مل سکی۔ اس پر اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف سے رقم پہنچا دی ہے۔ آپ اپنی رقم لے جایئے۔ اللہ آپ کو ہدایت پر قائم و دائم رکھے۔ (صحیح بخاری، کتاب الکفالۃ)

انسان ارادہ کرے، نیت نیک ہو، تو اللہ ضرور مدد کرتا ہے، غیب سے بھی کرتا ہے۔